مشاہدات-1061

ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت مسیح موعودؑ

وقت 5-7 منٹ

حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا ایک مقصد۔ مخلوق کا اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙO وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ O ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ (الجمعہ: 2-5)

یعنی وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی بھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

سامعین! میری تقریر کا موضوع **”حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا ایک مقصد۔ مخلوق کا اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا“** ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو اور اسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلصی نصیب ہو۔“

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 498)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

”وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اَب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔“

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

فرمایا:

”خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اُس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اُس کو ملیں جن کی رو سے اُس کو یقین آ جائے کہ خدا ہے کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا

انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں .... سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا میں سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے آسمان سے دیکھا ہے کہ عیسائی مذہب کے حامی اور پیرو یعنی پادری سچائی سے بہت دُور جا پڑے ہیں اور وہ ایک ایسی قوم ہے کہ نہ صرف آپ صراطِ مستقیم کو کھو بیٹھے ہیں بلکہ ہزار ہا کوس تک خشکی تری کا سفر کر کے یہ چاہتے ہیں کہ اوروں کو بھی اپنے جیسا کر لیں وہ نہیں جانتے کہ حقیقی خدا کون ہے بلکہ اُن کا خدا انہی کی ایک ایجاد ہے اس لئے خدا کے اس رحم نے جو انسانوں کے لئے وہ رکھتا ہے تقاضا کیا کہ اپنے بندوں کو ان کے دام تزویر سے چھڑائے اس لئے اس نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اُس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 143-144)

پھر فرمایا:

”مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور مَیں اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 61)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعثت کے وقت جہاں مسلمان قوم اخلاقی، روحانی اور معاشرتی انحطاط کا شکار تھی، مذہبِ اسلام غیروں کے حملوں سے شکستہ ہو چکا تھا اور اس زبوں حالی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کا خدا بھی اُن سے کھویا گیا تھا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی محبت نے مسلمانوں پر رحم کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور نے انہیں پھر خدا سے روشناس کروایا۔ کس درد سے حضورؑ نے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا اس کا اندازہ حضورؑ کے ان الفاظ سے بھی ہوتا ہے۔ فرمایا:

”کیا ہی بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ نہیں پتہ کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ **اے محرومو! اِس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔** مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے مَیں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لیے لوگوں کے کان کھلیں۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

پھر فرماتے ہیں:

”اگر یہ معلوم کر لو کہ تم میں ایک عاشقِ صادق کی سی محبت ہے جس طرح وہ اس کے ہجر میں، اس کے فراق میں بھوکا مرتا ہے پیاس سہتا ہے نہ کھانے کی ہوش نہ پانی کی پرواہ۔ نہ اپنے تن بدن کی کچھ خبر۔ اسی طرح تم بھی خدا کی محبت میں ایسے محو ہو جاؤ کہ تمہارا وجود ہی درمیان سے گم ہو جاوے پھر اگر ایسے تعلق میں انسان مر بھی جاوے تو بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ ہمیں تو ذاتی محبت سے کام ہے۔ نہ کشوف سے غرض نہ الہام کی پرواہ ..... ایسی محبت ہو کہ خدا کی محبت کے مقابل پر کسی چیز کی پرواہ نہ ہو۔ نہ کسی قسم کی طمع کے مطیع بنو اور نہ کسی قسم کے خوف کا تمہیں خوف ہو۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 134)

سامعین! جب کسی سے دوستی ہوتی ہے، پھر یہ دوستی ترقی کر کے محبت میں بدل جاتی ہے تو دونوں دوستوں کو ایک دوسرے پر مان ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے اللہ سے پیار تھا، محبت تھی تو پھر اُس اللہ نے بھی اِس دوستی اور محبت کی لاج رکھی اور ہر مقام، ہر موقع پر اپنے اِس دوست کی حفاظت فرمائی، انعامات سے نوازا اور الہامات سے نوازتا رہا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مخاطب ہو کر فرمایا:

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِیْ۔ اِنِّیْ مَعَكَ یَا ابْنَ رَّسُوْلِ اللّٰہِ

(تذکرہ صفحہ 490، 442، 53 ایڈیشن چہارم)

یعنی چونکہ اس زمانہ میں تُو میری توحید کا علم بردار ہے اور توحید کے کھوئے ہوئے متاع دنیا میں دوبارہ قائم کر رہا ہے۔ اس لئے اے مسیح محمدی! تُو مجھے ایسا ہی پیارا ہے جیسے کہ میری توحید اور تفرید۔ اور چونکہ عیسائیوں نے جھوٹ اور افتراء کے طور پر اپنے مسیح کو خدا کا اصلی بیٹا بنا رکھا ہے اس لئے میری غیرت نے تقاضا کیا کہ مَیں تیرے ساتھ ایسا ہی پیار کروں کہ جو اولاد کا حق ہوتا ہے۔ تا کہ دنیا پر ظاہر ہو کہ محمد رسول اللہ کے شاگرد تک اطفال اللہ کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں اور چونکہ تو میرے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت میں دن رات مستغرق اور اس کی محبت میں محو ہے۔ اس لئے مَیں تجھے اپنے اس محبوب کے روحانی فرزند کی حیثیت میں اپنی لازوال محبت اور اپنی دائمی معیت کے تمغہ سے نوازتا ہوں۔

حضورؑ اللہ سے محبت کا اظہار یوں کرتے ہیں جیسے اللہ سے باتیں کر رہے ہیں۔ فرمایا:

”مَیں اِن نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں۔ مَیں تجھے پہچانتا ہوں کہ تُو ہی میرا خدا ہے اس لیے میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسا کہ شِیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے سے لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد15 صفحہ 511)

پھر فرماتے ہیں:

”دیکھ! میری روح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف ایسے پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے سو مَیں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لیے اور نہ اپنی عزت کے لیے بلکہ اِس لیے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد15 صفحہ 511)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”مَیں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا مگر اب اس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور بے ایمانوں کا منہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 619-620)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَیں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرانا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اُس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے۔ اُس پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اُس کو ملے۔ گناہ سے لذّت پانے کی بجائے اُس کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ جس کی یہ صورت ہو جاوے وہ کہہ سکتا ہے کہ مَیں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانے میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی۔ کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اس منزل پر انسان کو پہنچا دے اور یہ فطرت اُس میں پیدا کرے۔ ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کر سکتے۔ یہ بلا عام ہو رہی ہے اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے، بلکہ ملائکہ کا مسجود ہوتا ہے۔ نورانی ہو جاتا ہے۔ غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت باقی نہیں رہتی اور تباہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں، خدا کا خوف اُٹھ جاتا ہے اور خدا کے حقوق بندوں کو دیئے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ ایسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دے کر مامور فرماتا ہے۔ اُس پر لعن طعن ہوتا ہے اور ہر طرح سے اُس کو ستایا جاتا اور دُکھ دیا جاتا ہے لیکن آخر وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے۔ اسی طرح اس زمانے میں خدا نے مجھے مامور کیا اور اپنی معرفت کا نور مجھے بخشا“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 493-494 ایڈیشن 1988ء)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہئے اور ان کو شکر کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یونہی نہیں چھوڑا بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجے تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صدہا نشان دکھائے کیا کوئی تم میں سے ایسا بھی ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک بھی ایسا نہیں جس کو ہماری صحبت میں رہنے کا موقع ملا ہو اور اس نے خدا تعالیٰ کا تازہ بتازہ نشان اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو۔ ہماری جماعت کے لئے اسی بات کی ضرورت ہے

کہ ان کا ایمان بڑھے۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو۔ نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو۔ کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کیلئے جوش نہ ہو۔ تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 710-711 ایڈیشن 1988ء)

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضعفِ دینِ مصطفیؐ
مجھ کو کر اَے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
اِس دیں کی شان وشوکت یاربّ مجھے دِکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخلوق کا اللہ تعالیٰ سے کیسا تعلق جوڑا۔ آئیں! چند واقعات کے تناظر میں اس کا جائزہ لیں۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ اعلیٰ پائے کے عالِم، شُعلہ بیان مقرر تھے۔

آپؓ کے ایک مرید نے آپؓ سے سوال کیا کہ آپؓ تو ہزاروں کے مجمعے کو تقریر کر کے رولا دیا کرتے تھے۔ آپؓ قادیان میں کیوں آکر بیٹھ گئے۔ تو فرمایا کہ مَیں ہزاروں کے مجمعے کو رلایا تو کرتا تھا لیکن خود نہیں روتا تھا۔ حضرت مرزا صاحب کی بیعت کے نتیجہ میں اب مَیں خود روتا ہوں۔ جو عرش کے خدا کو بہت پسند ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو قطرے اللہ کو بہت پسند ہیں۔ ایک خشیتِ الٰہی سے بہنے والا آنسوؤں کا قطرہ اور دوسرا راہ خدا میں بہنے والا خون کا قطرہ۔

حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ اور مولوی فتح دین بھیروی صاحب بازار سے ایک دفعہ گزر رہے ہیں۔ چلتے چلتے دونوں ایک پھل کی ریڑی پر کھڑے ہو گئے۔ انگور نہ خریدے۔ جبکہ مولوی فتح دین صاحب کو انگور بہت پسند تھے۔ لیکن وہ بولے نہیں۔ تھوڑی دور جانے کے بعد مولوی راجیکی صاحب کہنے لگے۔ آؤ مولوی صاحب! واپس چلتے ہیں ریڑی پر۔ واپس آئے انگور خریدے اور پھر چل پڑے۔ راستے میں ہنس کر کہنے لگے۔ مولوی صاحب! جے انگور کھان نوں دل کیتا سی تے مینوں دس دیندے اُتوں ضرور اکھواناں سی۔

یہ ہے وہ خدا جسے اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو دکھایا اور یہ ہے وہ انقلاب جو آپ کی برکت سے رونما ہوا۔

سامعین! حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ کا ہی ایک اور واقعہ سنیے جو تقسیم ہند سے پہلے کا ہے۔ مدراس میں ایک مندر میں صداقت حضرت مسیح موعودؑ کا جلسہ ہو رہا تھا۔ مولوی صاحب کے ساتھ ایک مربی بھی تھے۔ جن کی تقریر کے دوران ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔ لوگ اٹھنا شروع ہو گئے۔ صدرِ مجلس پنڈت صاحب نے بھی بولنا شروع کر دیا۔ مربی صاحب جو تقریر کر رہے تھے۔ وہ ڈسٹرب ہوئے۔ مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ جو آخری کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی کھڑے ہو گئے اور آسمان کی طرف منہ کر کے باتیں شروع کر دیں۔ خیر بارش تھم گئی اور جلسہ کامیاب ہوا۔ گھر واپس آکر مربّی صاحب آپؓ سے کہنے لگے۔ حضرت! ایک تو مَیں پریشان تھا۔ پنڈت بھی بول رہا تھا۔ آپ نے بھی تقریر شروع کر دی۔ مولوی صاحب مسکرا کر کہنے لگے کہ مَیں تو بادلوں سے مخاطب تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے بادلو! تم نے کب سے احراریوں والا کام شروع کر دیا کہ صداقتِ مسیح کا جلسہ ہو اور تم اُسے خراب کر دو۔ یہ کام تو احراری کیا کرتے ہیں۔ مَیں تمہیں دو منٹ دیتا ہوں اگر تم نہ گئے تو مَیں تمہاری خدا کے حضور شکایت کروں گا۔ بادلوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ شکایت نہ کریں ہم ایک منٹ میں یہاں سے چلے جاتے ہیں۔

سامعین! ایک اور ایمان افروز واقعہ سنیں۔ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے درسِ قرآن میں بیٹھے تھے۔ آپ کو شدید بھوک لگی۔ لیکن قرآن کے درس سے اٹھنے کو دل نہیں کر رہا۔ اِسی اثناء میں غنودگی طاری ہوئی۔ اسی غنودی میں تازہ گرم گرم پراٹھے اور گرم گرم قورمہ آپؓ کے سامنے لایا جاتا ہے۔ آپؓ اسے کھاتے ہیں اور غنودگی سے باہر آتے ہی ڈکار بھی لیتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب مَیں غنودگی سے باہر آیا تو قورمہ کا ذائقہ میری زبان پر تھا اور بھوک ختم تھی۔ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ بھی اللہ والے تھے۔ سمجھ گئے اور فرمایا۔ حافظ صاحب! گلے گلے ای۔

سامعین! حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری صاحبؓ ہندوستان کے مشہور عالم تھے۔ اپنی دینی خدمات کی وجہ سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ 1894ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ بیعت کرنے سے آپ کو کیا نفع ہوا۔ کہنے لگے کہ یہ پوچھو کہ مرزا صاحب سے مل کر کیا نفع ہوا... کیا کہوں کیا ہوا۔ مُردہ تھا زندہ ہو چلا ہوں۔

(اصحاب احمد جلد 14 صفحہ 56)

آپؓ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کر کے بیعت کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:
”قرآن کریم کی جو عظمت اب میرے دل میں ہے، خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جو میرے دل میں اب ہے پہلے نہ تھی۔ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی بدولت ہے“

(اصحاب احمد جلد 14 صفحہ 56)

حضرت منشی محمد اسمعیل صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ

”مجھے صرف ایک نماز یاد ہے جو میں باجماعت نہیں پڑھ سکا وہ بھی مسجد سے ضروری حاجت کے لئے واپس آنا پڑا تھا۔“

(اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 201)

حضرت منشی محمد اسمعیل صاحب رضی اللہ عنہ اپنے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ
”جب میں بیعت کر کے واپس سیالکوٹ گیا تو یکدم میں نے اپنی ساری لغو عادات چھوڑ دیں۔ یعنی تاش کھیلنا، بازار میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا اور نماز اور تہجد باقاعدہ شروع کر دی۔ میرے حالات میں اس غیر معمولی تغیر کو دفعۃً دیکھ کر سیالکوٹ کے لوگ بہت حیران ہوئے۔“

(اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 204)

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ بہت بڑے عالِم تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ آپؓ کے علم کی وجہ سے آپؓ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپؓ کو قبل از بیعت، افیون کی عادت تھی جب حضرت مسیح موعودؑ کو مانا تو فوراً افیون کو ترک کر دیا۔ طبّ نقطہ نظر سے اس کو آہستہ آہستہ چھوڑنا ہوتا ہے کیونکہ یکدم چھوڑنے سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ آپؓ اس وجہ سے سخت بیمار ہو گئے۔ ابھی نقاہت شامل حال ہی تھی کہ مسجد مبارک میں نماز کے لئے تشریف لائے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے آپؓ کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ آپؓ آہستہ آہستہ چھوڑتے۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ: ”حضور! جب ارادہ کر لیا تو بس پھر چھوڑ دی۔“

(اصحاب احمد جلد پنجم صفحہ 5)

سامعین! حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ بیعت سے پہلے قادیان آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ امتحان لینے کے لئے مَیں لنگر خانے چلا گیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا دیگچہ تھا جس میں دال تھی اور ایک چھوٹی سی دیگچی میں شوربہ تھا۔ میاں نجم الدین صاحب بھیروی مرحوم لنگر خانے کے منتظم تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے میاں نجم الدین صاحب سے کھانا مانگا۔ انہوں نے مجھ کو روٹی اور دال دی۔ مَیں نے کہا۔ مَیں دال نہیں لیتا گوشت دو۔ میاں نجم الدین صاحب مرحوم نے دال الٹ کر گوشت دے دیا۔ لیکن مَیں نے پھر کہا۔ نہیں نہیں! دال ہی رہنے دو۔ تب انہوں نے گوشت الٹ کر دال ڈال دی۔ دال اور گوشت کے اس ہیر پھیر سے میری غرض یہ تھی کہ تا مَیں کارکنوں کے اخلاق دیکھوں۔ الغرض مَیں نے بیٹھ کر کھانا کھایا اور وہاں کے مختلف لوگوں سے باتیں کیں۔ منتظمین لنگر کی ہر ایک بات خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلانے والی تھی۔ اس سے بھی میرے دل میں گہرا اثر ہوا۔ دوسرے دن صبح کو تقریباً تمام کمروں سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ فجر کی نماز میں مَیں نے چھوٹے چھوٹے بچوں کو نماز پڑھتے دیکھا اور یہ نظارہ بھی میرے لئے بڑا دلکش اور جاذب نظر تھا۔

(رجسٹر روایات نمبر 11 صفحہ 108)

آپ نے کارکنان کے اخلاق سے متاثر ہو کر بیعت کر لی۔ شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مولویوں کی طرف مقاطعہ کرا دیا گیا۔ لوگ آپ کو گالیاں دیتے۔ بیعت کے نتیجہ میں آپ میں حیرت انگیز تبدیلی آئی۔ اللہ نے الہام و کشوف کا دروازہ آپ پر کھول دیا۔ جس سے آپ کو بہت سہارا ملا۔ آپ کے والد صاحب بھی آپ کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ ایک روز آپ کی والدہ نے آپ کے والد سے کہا کہ آپ میرے بیٹے کو کیونکر بُرا کہتے ہیں وہ پہلے سے زیادہ نمازی ہے۔ پہلے سے زیادہ نیکی پر قائم ہے۔ والد صاحب نے کہا مرزا صاحب کو جن کا دعویٰ مہدی ہونے کا ہے مان لیا ہے۔ والدہ صاحبہ نے کہا امام مہدی کے معنی ہدایت یافتہ لوگوں کے امام کے ہیں۔ ان کے ماننے سے

میرے بیٹے کو زیادہ ہدایت نصیب ہو گئی ہے جس کا ثبوت اس کے عمل سے ظاہر ہے اور مولوی صاحب کو اپنی بیعت کا خط لکھنے کو کہا۔ آپ تبلیغ میں مصروف رہے اور ایک سال کے اندر پھر والد صاحب اور چھوٹے بھائی اور دونوں بھابھیوں نے بھی بیعت کر لی۔

(اصحاب احمد جلد نمبر10 صفحہ 215)

سامعین! حضرت میاں محمد دینؓ آف کھاریاں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی تھے۔ آریہ برہمو کے لیکچروں کے بد اثر کی وجہ سے دہریہ ہو چکے تھے اور لایعنی زندگی بسر کر رہے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ کہیں سے ملی۔ کہتے ہیں کہ جب مَیں ہستی باری تعالیٰ کے دلائل کو پڑھتا پڑھتا صفحہ 90 کے حاشیہ نمبر3 اور صفحہ نمبر149 کے حاشیہ نمبر11 پر پہنچا تو معاً میری دہریت کافور ہو گئی اور میری آنکھ ایسے کھلی جس طرح کہ کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہو جاتا ہے۔ سردی کا موسم تھا۔ جنوری 1893ء کی 19/تاریخ تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا کہ جب یہی ہونا چاہئے اور ہے کہ مقام پر پہنچا۔ معاً توبہ کی، کورا گھڑا پانی کا بھرا ہوا باہر صحن میں پڑا تھا۔ سرد پانی سے لاچا تہ بند پاک کیا۔ میرا ملازم مسمّٰی منگتو سو رہا تھا۔ وہ جاگ پڑا اور مجھ سے پوچھا۔ کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ لاچا مجھ کو دو مَیں دھوتا ہوں۔ مگر مَیں اس وقت ایسی شراب پی چکا تھا کہ جس کا نشہ مجھے کسی سے کلام کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ آخر منگتو اپنا سارا زور لگا کر خاموش ہو گیا اور گیلا لاچا پہن کر نماز پڑھنی شروع کی اور منگتو دیکھتا گیا۔ محویت کے عالم میں نماز اس قدر لمبی ہوئی کہ منگتو تھک کر سو گیا اور مَیں نماز میں مشغول رہا۔ پس یہ نماز براہین نے پڑھائی کہ بعد ازاں اب تک مَیں نے نماز نہیں چھوڑی۔ عین جوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ایمان جو ثریا سے شاید اوپر ہی گیا ہوا تھا اُتار کر میرے دل میں داخل کیا اور مسلماں را مسلماں باز کردن کا مصداق بنایا۔ جس رات مَیں بحالت کفر داخل ہوا تھا اس کی صبح مجھ پر بحالت اسلام ہوئی۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر7 صفحہ 46-47)

مشہور صحافی، مصنّف اور دانشور علامہ نیاز فتح پوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے برپا ہونے والے انقلاب کا ذکر ان الفاظ میں کیا کہ

"اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم اسوہ نبی کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔"

(ملاحظات نیاز فتح پوری مرتبہ محمد اجمل شاہد صفحہ 29 بحوالہ رسالہ نگار لکھنو نومبر 1959ء)

ہندوستان کے ایک اخبار نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا۔

"قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا جس نے اپنے گرد و پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں۔"

(سٹیٹس مین دہلی 12 فروری 1949ء بحوالہ تحریک احمدیت از برکات احمد راجیکی مطبوعہ قادیان صفحہ 13)

علامہ اقبال نے لکھا کہ

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

(قومی زندگی اور ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر صفحہ 84)

سامعین! بیعت کرنے کے بعد پاک تبدیلیوں کے نظارے صرف حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے تک محدود نہیں بلکہ اس زمانے میں بھی یہ نظارے بکثرت پائے جاتے ہیں اور ان کا تعلق مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے ہے۔ عرب، افریقن، رشین، جرمن، انگریزوں میں سے جس نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کو مانا۔ خدا کے فضل سے اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ ذکر فرمایا کہ

"افریقہ کے جو Pagan لوگ ہیں ان کے اندر بہت سی گندی رسمیں اور عادتیں پائی جاتی ہیں مگر احمدیت میں داخل ہوتے ہی وہ ان رسموں پر اس طرح لکیر پھیر دیتے ہیں اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر لیتے ہیں جیسے یہ برائیاں کبھی اُن میں تھیں ہی نہیں۔ ایسی رپورٹیں بھی آئیں کہ شراب کے رسیا ایک دم شراب سے نفرت کرنے لگ گئے اور اس کا دوسروں پر بھی بہت گہرا اثر ہوا۔ اور جب وہ اس بات کا تذکرہ کرتے ہیں تو مولوی کہتے ہیں کہ احمدیت نے ان پر جادو کر دیا ہے اور اس وجہ سے انہوں نے شراب چھوڑ دی ہے۔" (خطبہ جمعہ 26/ستمبر 2003ء)

گھانا کے ایک شخص کا حضور ایدہ اللہ نے ذکر فرمایا کہ کیسے بیعت کرنے کے بعد اس کی ہستی پر پاکیزہ انقلاب برپا ہوا۔ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ

”گھانا میں ہی ایک شخص احمدی ہوا جس میں تمام قسم کی بُرائیاں پائی جاتی تھیں۔ شراب کی بھی، زنا کی بھی، ہر قسم کی۔ وہاں رواج یہ ہے کہ گھروں میں لوگ غربت کی وجہ سے یا رہائش کی کمی کی وجہ سے بڑے بڑے مکان ہوتے ہیں اس میں ایک کمرہ کرائے پر لے لیتے ہیں۔ اسی طرح رہنے کا رواج ہے۔ تو یہ شخص اسی طرح کے ماحول میں رہتا تھا۔ عورتوں سے دوستی تھی لیکن جب احمدیت قبول کی تو سب کو کہہ دیا کہ کسی غلط کام کے لئے کوئی میرے پاس نہ آئے۔ لیکن ایک عورت اس کا پیچھا چھوڑنے والی نہیں تھی۔ اس نے اس پر یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب وہ اسے دور سے دیکھتا تھا تو کنڈی لگا کر فوراً نفل پڑھنا شروع کر دیتا یا قرآن شریف کی تلاوت کرنی شروع کر دیتا تھا، اس طرح اس نے اپنے آپ کو محفوظ کیا۔ تو یہ انقلابات ہیں جو احمدیت لے کر آئی ہے۔“

(خطبہ جمعہ 26/ ستمبر 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان معیاروں کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے اور اس سے محبت کرنے والے ہوں اور اس کی محبت حاصل کر کے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں اور اس کی رضا کی جنتوں میں جانے والے ہوں۔ آمین

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

(بتعاون: زاہد محمود)

* * *